۱۴۱واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ

۴۱ واں باب

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ

کاروانِ نبوت ﷺ کو روانہ ہوئے ساڑھے چار سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے گذشتہ دنوں نازل ہونے والی سورتیں سُوْرَۃُ لُقْمَان، سُوْرَۃُ الْبُرُوْج اور سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت مومنین کو ایک ہی پیغام دے رہی تھیں کہ اے ایمان لانے والو! صبر کے ساتھ ہر مصیبت کو انگیخت کر جاؤ اللہ کی اطاعت کے معاملے میں کوئی اور اطاعت اور فرماں برداری آڑے نہیں آنی چاہیے، سورۂ مریم اور سورۂ عنکبوت میں آزادی کے ساتھ اللہ کے دین پر عمل کرنے کے لیے واضح طور پر ہجرت کا اشارہ بھی دیا گیا۔ اب وقت آگیا ہے کہ مؤمنین وہ کر گزریں جس کی اُن سے توقع ہے، چناں چہ ہجرتِ حبشہ کا وقت قریب آگیا ہے۔ مؤمنین اپنی ایک ایک ادا سے، زبانِ حال سے بھی اور زبانِ قال سے بھی یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم اپنے کامل طرزِ زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق اُس کی خالص اطاعت میں ڈھال لیں، قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ، اب اس زندگی میں اُن کا کوئی حصہ نہیں تھا، یہ پوری کی پوری اللہ کی تھی، یہ زندگی اُسی کی ہو گئی تھی جس نے اِسے امانتاً اپنی عبادت کے لیے بخشا تھا۔ ادھر یہ تیاریاں جاری تھیں، مؤمنین کی نگاہیں رسولِ کریم ﷺ کے ایک ابروے اشارہ کی منتظر تھیں کہ جو کہا جائے وہ کر گزرا جائے۔ جبریلِ امین سورۃ الزمر لے کر تشریف لاتے ہیں۔

پانچواں سالِ نبوت تیزی سے گزر رہا ہے، یہ ہجرت حبشہ سے کچھ پہلے کا زمانہ ہے۔ مکّہ کی فضا میں ایک حبس کا عالم ہے۔ عناد و مخالفت سے فضا لبریز ہے، اتمامِ حجت کے لیے کفارِ قریش کو خطاب کیا جا رہا ہے، ساتھ ہی اہلِ ایمان کو نصیحتیں بھی ہیں۔ بتایا جا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا اصل ہدف یہ ہے کہ انسان اللہ کا بندہ بنے۔ سارے زندہ، مردہ اور خیالی معبودانِ باطل سے خلع حاصل کر لے۔ یہ سورہ پُر زور انداز میں توحید کی حقانیت اور شرک کی نجاست اور اس کے انجامِ بد کو واضح کرتی ہے اور پھر وہی ٹیپ کا بند ہے کہ اگر عزتِ نفس اور آزادی کے ساتھ اللہ کی بندگی کے

لیے مکّہ تنگ ہو گیا ہے تو اللہ کی زمین کشادہ ہے، اللہ کے دین کے بلند تر مقاصد کے لیے نکل کھڑے ہو جاؤ، اللہ تمھارے صبر کا اجر دے گا۔

مخالفین پر واضح ہو کہ کوئی مفاہمت نہیں ہو گی، ہم اللہ کے دین پر چلیں گے

رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا کہ جن لوگوں نے تمھاری دعوت کو رد کر دیا ہے اُن کو اس طرف سے بالکل مایوس کر دو کہ ان کا جبر و تشدد کبھی بھی تم کو اس راہ سے بال برابر بھی ہٹا سکے گا اور ببانگ دہل کہو کہ جو کر سکتے ہو کر گزرو، میں اپنے مشن کو جاری رکھوں گا۔ ان سے صاف کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے طریقے پر اپنا کام کیے جاؤ، میں اپنے طریقے پر کام کرتا رہوں گا، جلد ہی تم جان لوگے کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کون نہ ٹلنے والے عذاب کا نوالہ بنتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ سورہ اپنی تفسیر آپ ہے، چناں چہ توضیحی ابتدایئے زیادہ نہیں لکھے گئے ہیں۔

۵۹: سُوْرَۃُ الزُّمَر [۳۹ — ۲۳: ومالی، ۲۴: فمن اظلم]

توحید اور شرک کے درمیان جو بحث آج بنائے نزاع ہے، عزیز و حکیم اللہ کی جانب سے یہ کتاب اس باب میں فیصلہ فرمادے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ کتاب اللہ عزیز و حکیم کی جانب سے نازل کی گئی ہے۔ اے محمدؐ، ہم نے یہ کتاب تمھاری طرف قولِ فیصل کے ساتھ بھیجی ہے۔ پس تم سارے معاملات زندگی میں خالص اُسی کی مرضی کے تابع ہو کر اللہ ہی کی بندگی کرو۔ جان لو کہ دین [عقیدہ و فکر کے ساتھ نظامِ عبودیت اور ہر جہت میں طریقِ زندگی بھی] تو خالص اللہ کا ہے۔[۴] رہے وہ نافرمان، اللہ کے باغی جنھوں نے کے سوا دوسرے داتا، کارساز اور دست گیر بنا رکھے ہیں، اور ہمارے رسولؐ کی دعوتِ توحید کی مخالفت میں کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے ہمیں قریب کر دیں تو جان

---

[۴] جس طرح اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے تمام تر کمال کا مالک ہے اور اُس نے اپنے بندوں کو ہر لحاظ سے اپنے فضل و کرم سے نوازا ہے، اسی طرح ہر قسم کے شک و شبہے سے پاک دینِ خالص بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ یہی وہ دین ہے جسے اللہ نے اپنے لیے پسند فرمایا اور مخلوق میں سے چنے ہوئے بندوں کے لیے منتخب فرمایا اور اسی کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ یہی وہ دین ہے جو قلوب کی اصلاح کر کے ان کو پاک کرتا ہے۔

لیا جائے کہ اللہ ان کے درمیان اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی جھوٹے اور ناشکرے شخص کو ہدایت نہیں دیتا۔ اگر اللہ کسی کو اپنی اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چھانٹ لیتا، مگر حقیقت یہ ہے کہ اولاد بنانے کے بے ہودہ الزام سے وہ پاک ہے اُس نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا، وہ اللہ ہے ایک اکیلا، اعلیٰ و ارفع اور سب پر زبردست غالب و قہرناک۔
[مفہوم آیات ۱ تا ۴]

اللہ سے بغاوت اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتی

زمین، آسمان اور ساری کائنات ایک مقصد کے لیے پیدا کی گئی ہے، انسانوں کی بغاوت اُس کا کچھ بگاڑتی نہیں اور اُن کا شکر یہ اللہ کو کوئی نفع نہیں پہنچاتا، البتہ وہ اپنے بندوں سے شکر گزاری کو پسند کرتا ہے۔ جنھوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو گھاٹے میں ڈال دیا۔ وہاں کی ناکامی پورے کاروبارِ زندگی کا کھلا دیوالیہ ہے۔ اہلِ ایمان کے لیے اور اُن کے ایمان کے لیے اگر زمین تنگ ہے تو وہ اِس کی کشادگی سے فائدہ اُٹھائیں۔ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾

اس نے زمین اور آسمانوں کو ایک مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔[۵] وہی دن پر رات کو لپیٹتا اور رات پر دن کو تانتا ہے۔ اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک کائنات کے خاتمے اور اس کے تباہ ہونے تک پابندی کے ساتھ گردش کیے جا رہا ہے۔ یاد رکھو، وہی ایک اکیلا کائنات میں غالب ہے اور وہی بخشنے والا بھی ہے۔ اُسی نے تم کو بس ایک جان [آدمؑ] سے پیدا کیا، پھر اُس جان سے اُس کا جوڑا [حواؑ کو] بنایا اور اسی نے تمھارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ[۶] پیدا کیے۔ وہ تمھاری ماؤں کے پیٹوں کے اندر تین تاریک پردوں[۷] میں تمھیں ایک خلقت سے دوسری خلقت میں تبدیل کیے چلا جاتا ہے۔ یہ وہ اللہ ہے جس کے یہ کام ہیں، جس کی طرف ہمارا رسول تمھیں بلا رہا ہے کہ یہی اللہ تمھارا رب ہے، اس کی بندگی اختیار کر لو، بادشاہی اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں

۵؎ تاکہ وہ بندوں پر اپنے امر و نہی کے ضابطے نافذ کریں اور ان کو ثواب و عقاب عطا کرے۔
۶؎ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے نر اور مادہ کل آٹھ (سورۂ انعام ۱۴۳ تا ۱۴۴)
۷؎ پیٹ کا اندھیرا abdominal wall، رحم uterus کا اندھیرا اور اس جھلی کا اندھیرا جس میں بچہ لپٹا ہوتا ہے۔

ہے، لوگو تم کدھر بھٹک رہے ہو؟ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اگر تم ناشکری کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے کہ تمھارا شکر نہ اُسے کوئی فائدہ پہنچاتا ہے اور نہ ناشکری اُس کو کوئی نقصان، مگر وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری کا روّیہ پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر گزاری کا روّیہ اختیار کرتے ہو تو جان لو کہ اُسے وہ تمھارے لیے پسند کرتا ہے۔ روزِ قیامت کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی، پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف واپس آنا ہے، وہ تمھیں آگاہ کر دے گا کہ دنیا میں تم کیا کرتے رہے ہو، وہ تو دلوں کے اندر پنہاں نیکی اور برائی کے اوصاف اور اعمال کے پیچھے کارفرما نیتوں کو بخوبی جانتا ہے۔ [مفہوم آیات ۵ تا ۷]

انسان پر جب مرض، فقر و فاقہ یا اور کوئی تکلیف و مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے رب کو نہایت عاجزی اور انابت سے پکارتا ہے، مگر جب وہ اُس کو اپنی رحمت و نعمت سے نواز کر مصیبت دور کر دیتا ہے تو اللہ کے ہم سر اور شریک ٹھہرانے لگتا ہے، یوں اپنے شرک پر جما رہتا ہے۔ تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو گم راہ کرے اور اللہ کو اور اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کے لیے پہلے بے قراری سے اللہ سے فریاد کر رہا تھا، اے نبیؐ اُس سرکش انسان کو کہو کہ تھوڑے دن اپنے کفر سے دنیاوی مفادات سمیٹ لے، آخر کار دوزخ ہی اِن کا ٹھکانہ ہے۔ اِن، اللہ کے غضب اور آخرت کے عذاب سے بے خوف لوگوں کی زندگی بہتر ہے یا اس شخص کی جو اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا ماننے والا ہے (محمدؐ کا ساتھی بنا ہے)، رات کی گھڑیوں میں اللہ کے حضور سجود و قیام میں رہتا ہے، آخرت کی سختیوں سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے؟ ان سے پوچھو، کیا صاحبانِ علم و بصیرت اور بے علم و بے بصیرت لوگ کبھی برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں!

بندگی رب کے لیے مکہ اگر تنگ ہو گیا تو کیا؟ ساری زمین تو تنگ نہیں ہوئی

اے نبیؐ میری جانب سے اِن سے کہیے کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو لوگ اس دنیا میں بھلا رویہ اختیار کریں گے ان کے لیے آخرت میں بھلائی ہے۔ اگر قبولِ حق کے لیے ایک خطہ زمین تنگ ہو تو کیا ہوا، حق پر جمنے، مرنے اور اُس کی اشاعت کے لیے زمین ہر گز تنگ نہیں اللہ کی زمین وسیع ہے[۸۰]، اِن حالات میں دانائی کے ساتھ حکمتِ عملی اختیار کرنے اور

۸۰ یعنی اگر تمھیں زمین کے کسی خطے میں اللہ کی عبادت سے روک دیا جائے تو زمین کے کسی دوسرے خطے کی طرف ہجرت کر جاؤ، جہاں تم اپنے رب کی عبادت کر سکو اور جہاں تمھارے لیے اقامتِ دین ممکن ہو۔

پھر وقار کے ساتھ آزمائشوں میں ایمان پر جمنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿١١﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٢﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣﴾ اے نبیؐ برملا اعلان کیجیے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے کامل طرزِ زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق اُس کی خالص اطاعت میں ڈھال لوں۔ میں اللہ کا نُمایندہ ہوں، میرا طرزِ زندگی انسانوں کے لیے واجب التعمیل ہے، اسی لیے میں اس پر پابند و مامور ہوں کہ سب سے پہلے خود مسلم بنوں۔ صاف صاف بتا دیجیے کہ اگر اخلاص، اسلام اور اطاعتِ رب کے حوالے سے میں اپنے رب سے وفا نہ کروں تو مجھے ایک ہولناک دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے۔

[مفہوم آیات ۸ تا ۱۳]

اے محمدؐ! دینِ حق کے اور اپنے دشمنوں کو صاف بتا دیجیے کہ میں تو اللہ ہی کی بندگی کرتا ہوں اس طرح کہ اپنی پوری زندگی کے طرز کو اخلاص کے ساتھ اللہ ہی کے رنگ میں رنگ چکا ہوں۔ تم اُسے چھوڑ کے جس جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ جان لو کہ زندگی کی دوڑ میں درحقیقت وہی نقصان میں رہے جنھوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو گھاٹے میں ڈال دیا۔ وہاں کی ناکامی پورے کاروبارِ زندگی کا کھلا دیوالیہ ہے۔ ان کے واسطے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سروں پر آگ کی چھتریاں اور قدموں کے نیچے شعلہ زن انگارے۔ یہ زندگی کا وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے، پس اے میرے بندو، مجھ ہی سے ڈرو۔

اور جن لوگوں نے طاغوت سے بغاوت کی اور اُسے چھوڑ کر اللہ کی طرف پلٹ آئے ان کے لیے بشارت ہے آخرت میں کامیابی کی، تو اے نبیؐ میرے اُن بندوں کو خوش خبری سُناؤ جو اللہ کے کلام کو غور سے سنتے ہیں اور اُس میں تحریف نہیں کرتے بلکہ اُس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی دانش مند ہیں۔

اے محمدؐ! کیا تم اتمامِ حجت کے بعد کسی ایسے کو[۷۹] نجات دلا سکتے ہو کہ جس کے لیے اللہ کی جانب سے عذاب کا قانون پورا ہو چکا ہو اور وہ نارِ جہنّم میں جل رہا ہو؟ ہرگز نہیں! البتہ جو دنیا میں اپنے رب سے ڈرتے رہے[۸۰] ان کے لیے بالا خانے ہیں، منزل بہ منزل بلند و بالا بنے ہوئے، جن کے نیچے

۷۹ بدبخت کی شفاعت کرکے اُس کو نجات دلا سکتے ہو۔

۸۰ ہاں اِن کے لیے کوتاہیوں کی معافی اور درجاتِ بلند کے لیے تمھاری شفاعت کارگر ہوگی۔

اطراف میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے، اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ [مفہوم آیات ۱۴ تا ۲۰]

دیکھتے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر زمین پر بسنے والوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اُس کو زمین کے اندر مختلف شکلوں میں جاری کر دیتا ہے، پھر اس پانی سے وہ مختلف قسموں کی کھیتیاں[۸۱] نکالتا ہے جو انجامِ کار[۸۲] خشک ہو جاتی ہیں اور تم اُن کو زرد دیکھتے ہو، پھر اللہ آخر میں اُن کو بُھس بنا دیتا ہے۔ بے شک اس پورے نظام میں اہلِ بصیرت (عقل والوں) کے واسطے اپنے خالق و مالک کو پہچاننے کے لیے ایک یاددہانی ہے۔

کیا محمدؐ کی معیت میں چلنے والے جن کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے خالق و مالک کی جانب سے آئی ہدایت کی پیروی کر رہے ہیں اُن لوگوں کی مانند گمان کیے جا سکتے ہیں جنھوں نے محمدؐ کی برپا کی ہوئی دعوت اور پیغام سے کوئی ہدایت ہی نہ لی ہو؟ برباد ہوئے ہیں وہ لوگ جن کے دل اللہ کی نصیحت سے اور زیادہ سخت ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہٹ دھرمی سے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں، کوئی نصیحت اور دلیل اُن کو راہ پر نہیں لا سکی۔

ایک باہم دگر، ہم رنگ اجزا والی کتاب کی شکل میں اللہ نے اپنے بہترین کلام، قرآن کو اتارا ہے، جس میں ذہن نشین کرانے کے لیے اہم مضامین بار بار دہرائے گئے ہیں۔ اس کے پُراثر مضامین کو سن کر اپنے رب سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، امید اور ترغیب کے ذکر سے اُن کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہوتے ہیں اور ساتھ ہی سارا سراپا اللہ کے آگے جھک جھک جاتا ہے۔ یہ اللہ کی توفیق ہے جس کے ذریعے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے ہدایت بخشتا ہے۔ اور جسے اللہ ہی ہدایت نہ دے وہ کہیں سے ہدایت نہیں پا سکتا۔

اُس شخص کی بربادی کا کیا ٹھکانا جو قیامت کے روز عذاب کی سخت مار اپنے چہرے پر لے گا! ایسے ظالموں سے کوئی نرمی نہ ہو گی اور کہہ دیا جائے گا کہ اب مزا چکھو اپنے اعمال کا جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے۔ اے نبیؐ! ان مکّہ والوں سے پہلے بھی بہت سی قومیں اسی طرح نبیوں کو جھٹلا چکی ہیں جس کی پاداش میں آخرکار اُن پر عذاب وہاں سے آدھمکا جہاں سے وہ گمان بھی نہ کر سکتے تھے۔ اللہ نے ان کو

---

[۸۱] غلّہ جات مثلاً گیہوں، مکئی، جوار، چاول پیدا کرتا ہے۔

[۸۲] پوری طرح پک کر یا کسی آفت کی وجہ سے۔

اسی دنیا کی زندگی میں ذلت ورسوائی کا مزہ چکھایا، اور رہا آخرت کا عذاب تو وہ تو بہت ہی شدید ہے، کاش یہ لوگ جانتے! [مفہوم آیات ۲۱ تا ۲۶]

اے نبی ﷺ تم کو بھی مرنا ہے اور اِن کو بھی! اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾

اگلی آیات میں یہ بتایا جارہا ہے کہ قرآن کی باتوں پر وہی لوگ ایمان لا سکتے ہیں جن کی فطرت انکارِ پیہم اور نفس کی پرستش کی وجہ سے مسخ نہیں ہوئی ہے، رہے وہ لوگ جن کی ذہنیت ہی مسخ ہو چکی ہے وہ اُسی انجامِ بد کا ضرور سامنا کریں گے جس سے رسولوں کی تکذیب کرنے والے لوگ ہر زمانے میں دوچار ہوتے رہے ہیں۔ دیر کس بات کی ہے، ایک روز اے نبی ﷺ آپ کو بھی مرنا ہے، اس دنیا سے کوچ کر کے ہمارے پاس آجانا ہے اور اسی طرح اِن جھٹلانے والوں کو بھی، وہاں اِن کو حقیقت معلوم ہو جائے گی! ہمیشہ اس دنیا میں نہ آپ کو زندہ رہنا ہے اور نہ ہی اِن کو! چشمِ فلک نے دیکھ لیا کہ ایک ایک کر کے نبی ﷺ کے سارے مخالفین مر گئے اور اپنا مشن پورا کر کے نبی ﷺ بھی فتح مکّہ کے بعد وفات پا گئے۔ ہمیشگی کی زندگی سوائے ایک اللہ کے کسی کے لیے نہیں، وہی صرف ایک اکیلا حیُّ وقیّوم ہے!

لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہم نے اس قرآن میں مختلف احکام و مسائل کو کھول کر بیان کر دیا شاید کہ یہ نصیحت حاصل کر لیں۔ قرآن بھی ایسا کہ جو اِن کی اپنی زبانِ عربی میں ہے، جس کا سمجھنا اِن کے لیے کچھ دشوار نہیں اور اِس قرآن میں کوئی ٹیڑھ یا ابہامات بھی نہیں ہیں۔ یہ اہتمام اس لیے کیا تاکہ یہ برے انجام سے بچیں۔ اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے جس کے اوپر بہت سے بد دماغ آفیسر ز حکم دینے کے لیے ہیں جو اُسے مختلف اغراض کے لیے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور ایک دوسرا شخص ایسا جسے صرف ایک ہی باس boss کے تحت کام کرنا ہو۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں، کئی آقاؤں کی غلامی جی کا جنجال ہوتی ہے! یہ ایک آسان بات ہے جو ہر ایک سمجھ سکتا ہے، سزاوارِ شکر بس ایک اللہ ہی ہے! مگر عوام کی اکثریت حقیقت کو نہیں سمجھتی ہے۔ اے نبیؐ تم کو بھی مرنا ہے اور یہ جو باتیں بنا رہے ہیں اِن کو بھی مرنا ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾[۸۳] آخر کار

۸۳ ہر انسان کے لیے موت مقرر ہے، وہ نبی ہو یا ولی یا کوئی اور اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ تمھیں بھی موت آنی ہے اور ان کو بھی۔ حیّ و قیوم ذات ایک اللہ کی ہے، جس انسان کو بھی موت آچکی ہو وہ پھر قیامت سے پہلے نہیں اُٹھایا جائے گا۔

قیامت کے دن تم سب اپنے رب کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

لوگو! ذرا اپنے رویے پر غور کرو، اُس سے بڑھ کر اپنی جان پر ظلم ڈھانے والا اور کون ہو گا جس نے اللہ کے بارے میں اپنے من گھڑت خیالات کی اشاعت کی اور جب سچی بات اُس کے سامنے رکھی گئی تو اُسے جھٹلا دیا۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنّم میں نہ ہو گا؟ محمدؐ اور آپ کے رفقائے کار یعنی سچائی کی طرف پکارنے والا نبیؐ اور اُس کی پکار پر لبیک کہنے والے ہی اللہ سے ڈرنے والے اور اُس کے عذاب سے محفوظ رہنے والے ہیں۔ اپنے رب کے پاس انھیں ہر من چاہی چیز ملے گی، یہ بدلہ ہے اعلیٰ درجے کی نیکیاں کرنے والے محسنین کا، اس طرح کہ وہ اُن کے بُرے اعمال کی نحوست کو دفع کردے اور جو بہترین اعمال انھوں نے کیے اُن کے معیار پر ان کے اعمال کی جزا کا تعین ہو۔

[مفہوم آیات ۲۷ تا ۳۵]

اے محمدؐ یہ تمھاری دعوت کے انکاری لوگ تم کو اُن جھوٹے معبودوں کی مار سے ڈراتے ہیں جو انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر گھڑ لیے ہیں[۸۴]۔ کیا اللہ اپنے بندے کی حفاظت کے لیے کافی نہیں ہے؟ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ اِن کا یہ زعم اور ان کی باتیں اِن کی پرلے درجے کی گم راہی پر دلیل ہیں، سچ یہ ہے کہ اللہ جس کو گمراہ کردے اسے کون راہِ ہدایت دکھائے؟ اور جس کو اللہ ہدایت سے نواز دے، اُسے کوئی بھٹکانے والا بھی نہیں ہے۔ جھوٹے معبودوں [اللہ کے سوا دوسرے مشکل کشاؤں اور حاجت رواؤں] کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تو اُن کے خیالی غضب سے ڈرایا جاتا ہے، بجائے اس کے کہ اللہ کے حقیقی غضب سے خوف کھاتے کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟۔ اگر تم اپنے مخاطبین سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ کہو، بھلا بتاؤ کیا یہ چیزیں جن کے پیچھے تم اللہ کو چھوڑ کر لگ گئے ہو، جنھیں مشکل اور حاجت روائی کے لیے پکارتے ہو، کیا مجھے اللہ کی پہنچائی ہوئی تکلیف سے بچا لیں گی؟ یا اللہ مجھ پر فضل و عنایت کرنا چاہے تو کیا یہ اس کو روک سکیں گی! ان سے کہہ دو کہ بس، اللہ ہی میرے لیے کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ؕ عَلَیۡہِ یَتَوَکَّلُ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ

[۸۴] اللہ کو چھوڑ کر یہ جن جن اپنے جھوٹے معبودوں کی ناراضی اور مار سے ڈراتے ہیں، محض ایک ڈھکوسلہ ہیں۔ اپنے بندے کی حفاظت کے لیے ایک اللہ کافی ہے، جھوٹے حاجت روا، بندہ پرور، داتا، دست گیر اور مشکل کشا نہ ناراض ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی مار، مار سکتے ہیں۔ یہ سب نام اللہ کے ہیں جو انھوں نے اپنی پسندیدہ ہستیوں کے لیے خود گھڑ لیے ہیں۔

اے رسول! ان سے صاف کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو، تم اپنے طریقے پر عمل کیے جاؤ، میں تمھیں اکیلے اللہ کے لیے دین کو خالص کرنے کی دعوت دیتا رہوں گا، جلد ہی تم جان لوگے کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کون نہ ٹلنے والے عذاب کا نوالہ بنتا ہے۔ اے محمدؐ ہم نے سارے انسانوں کی ہدایت کے لیے، ازلی ابدی حقیقتوں اور سچائیوں کو بیان کرنے والی یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے۔ اب جو ہدایت حاصل کرے گا اپنے ہی لیے کرے گا اور جو بات کے واضح ہو جانے کے بعد بھی گم راہ ہوا تو اُس کی گم راہی کا وبال بھی اُسی پر پڑے گا، تم اِن کے ایمان نہ لانے پر جان ہلکان نہ کرو تم اِس کام کے کوئی ٹھیکے دار مقرر نہیں ہو[۸۵] [مفہوم آیات ۳۷ تا ۴۱]

وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جن کی موت ابھی نہیں آئی ہے اُن کی جانِ شعور کو نیند میں معطل (موتِ صغریٰ عطا) کرتا ہے۔ پھر جن پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اُن کی جانوں کو اپنے پاس روک کر وفات دے دیتا ہے اور دوسروں کو اُن کی جانیں نیند سے بیدار ہونے پر شعور کے ساتھ ایک وقت مقرر کے لیے واپس عطا کر دیتا ہے۔ بے شک اس نظامِ نیند و وفات میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو اشیا اور معاملات پر غور کرتے ہیں۔ کیا اِن جُھٹلانے والوں نے اللہ سے ماسوا دوسری ہستیوں کو اللہ کے حضور مجرمین کی شفاعت کرنے والا بنا رکھا ہے؟ اے نبیؐ (ان کی جہالت اور ان کے خود ساختہ معبودوں کے عبادت کے مستحق نہ ہونے کو واضح کرتے ہوئے) اِن سے کہیے وہ بے چاری ہستیاں کیا شفاعت کریں گی جن کے اختیار میں کچھ نہ ہو اور یہ کہ وہ مردہ اشیا یا ہستیاں کچھ عقل و شعور بھی نہ رکھتی ہوں؟

کہہ دو سفارش ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے۔ پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے سامنے جب ایک اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اُس کے تمام من گھڑت ساجھیوں کی نفی کرتے ہوئے تو اُن کے دل کڑھنے لگتے ہیں وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مگر جب اللہ کے سوا دوسرے بناوٹی مشکل کشاؤں، داتاؤں اور دست گیروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کِھل اُٹھتے ہیں۔ کہو کہ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، حاضر و غائب کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ [مفہوم آیات ۴۲ تا ۴۶]

---

۸۵ یعنی تم سے اِن کے ایمان نہ لانے پر کوئی باز پُرس نہیں ہو گی

جنھوں نے شرک کیا ہے اگر اُن لوگوں کے پاس زمین کی ساری دولت ہو، اور اُتنی ہی اور بھی، تو یہ قیامت کے دن عذاب بد سے بچنے کے لیے سب کچھ فدیے میں دینا چاہیں گے مگر وہاں تو اللہ کی جانب سے ان کے سامنے وہ معاملہ آئے گا جس کا انھیں وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ وہاں اُن کے اعمال کے بُرے نتائج ان پر کھل جائیں گے اور وہی قیامت کا حساب و کتاب ان پر مسلط ہو جائے گا جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے تھے۔

انسان کو جب ذرا سی تکلیف و مصیبت پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے، اور جب ہم اُس کو اپنے فضل سے اچھا کر دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ شفا یا رہائی تو مجھے میری تدبیر کے سبب ملی ہے! اس کی بات خلافِ حقیقت ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ انسان کا امتحان ہوتا ہے کہ ہم اُسے مختلف حالتوں میں آزمائیں، مگر شرک کے دلدادوں میں سے اکثر لوگ اس حقیقت کو جانتے نہیں ہیں۔

اِن سے پہلے گزرے ہوئے، اللہ سے اور اُس کی ہدایت سے برگشتہ لوگوں کا یہ مقولہ چلا آرہا ہے، مگر دیکھو جو کچھ دنیا کا مال و متاع اور شان و شوکت انھوں نے حاصل کی وہ ان کے کسی کام نہ آسکی۔ پھر انھوں نے اپنے اعمال کے برے نتائج بھگتے، اور اے نبیؐ تمھارے مقابل جو یہ مشرکین ہیں وہ بھی جلد ہی اپنی کمائی کے برے نتائج بھگتیں گے، یہ ہمیں عاجز کر دینے والے نہیں ہیں۔ اور کیا انھیں اس حقیقت کا فہم و یقین نہیں ہے کہ اللہ جس کا رزق چاہتا ہے خوب کھول دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے؟ ایمان لانے والوں کے لیے رزق کی اس اونچ نیچ تقسیم میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ [مفہوم آیات ۴۷ تا ۵۲]

قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ

اے نبیؐ [آپ اللہ کی جانب سے] کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو[۸۶]، جنھوں نے گناہوں سے آلودہ ایک طویل زندگی گزار کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اُس کی رحمت سے ہر گز مایوس نہ ہوں اور

---

۸۶ بعض لوگوں نے ان الفاظ کی یہ عجیب تاویل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کو خود ''اے میرے بندو'' کہہ کر لوگوں سے خطاب کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا سب انسان نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے بندے ہیں۔ یہ در حقیقت ایک ایسی تاویل ہے جسے تاویل نہیں بلکہ قرآن کی بد ترین معنوی تحریف اور اللہ کے کلام کے ساتھ کھیل کہنا چاہیے۔ جاہل عقیدت مندوں کا کوئی گروہ تو اس نکتے کو سُن کر جھوم اُٹھے گا، لیکن یہ تاویل اگر صحیح ہو تو پھر پورا قرآن غلط ہو جاتا ہے، کیوں کہ قرآن تو از اوّل تا آخر انسانوں کو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ قرار دیتا ہے، اور اُس کی ساری دعوت ہی یہ ہے کہ تم ایک اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ و سلم خود اللہ کے بندے تھے۔ ان کو اللہ نے رب نہیں بلکہ رسول بنا کر بھیجا تھا۔ اور اس لیے بھیجا تھا کہ خود بھی اُسی کی

توبہ کی قبولیت کی امید رکھیں کہ اللہ [سچی ندامت اور گناہوں سے بچنے کے عزمِ صادق کے ساتھ] توبہ کرنے پر سارے گناہ یقیناً معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور و رحیم ہے، اے لوگو! قبل اس کے کہ تم پر عذاب آجائے اور پھر کہیں سے تمھیں مدد نہ مل سکے۔ اپنے رب کی طرف رجوع کر لو اور اُس کے فرماں بردار بن جاؤ اور پیروی اختیار کر لو اُس بہترین چیز کی جو تمھارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر یکایک عذاب ٹوٹ پڑے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ مبادا کوئی بعد میں کہے کہ ہائے میری بد قسمتی، اس غلطی پر جو مجھ سے اللہ کی جناب میں صادر ہوئی، سچی بات یہ ہے کہ میں تو دینِ حق کا اور اُس کے اعوان و انصار کا مذاق اڑانے والوں سے مل گیا تھا۔ [مفہوم آیات ۵۳ تا ۵۶]

یا کوئی یہ کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت بخشتا تو میں بھی متقیوں میں شامل ہو جاتا، یا عذاب کو دیکھ کر کوئی واویلا کرے کہ کاش مجھے حیاتِ دنیا گزارنے کا ایک موقع اور مل جائے تاکہ میں بھی محسنین میں سے ہو جاؤں۔ ایسی اُلٹی باتیں بنانے والے شخص کو اُس وقت یہ جواب ملے گا کہ تجھے موقع کیوں نہیں ملا! میری آیات تو تیرے پاس آئی تھیں، مگر تو نے انھیں جھوٹ اور بے کار جانا، دنیا کی مستی میں متکبر بنا رہا، لاریب تو انکاریوں اور دینِ حق کے مخالفوں میں سے تھا۔

جو لوگ آج اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں، تم دیکھو گے کہ قیامت کے دن اُن کے منہ سیاہ ہیں۔ کیا ایسے متکبروں کا جہنّم ٹھکانا نہیں ہے؟ اس کے مقابلے میں جن لوگوں نے دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہوئے، بدی سے بچ کر اور نیکیوں پر مائل رہتے ہوئے زندگی گزاری اللہ ان کو اُن کے مامن میں نجات دے گا، ان کو نہ کوئی گزند پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ اسی کے پاس ہیں زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور جو لوگ اللہ کی آیات سے کفر کرتے ہیں وہی گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

اے نبیؐ اِن سے کہیے کہ، پھر کیا اے جاہلو! تم مجھے اللہ کو چھوڑ کے کسی اور کی بندگی تجویز کرتے ہو؟ صورتِ حال یہ ہے کہ تمھاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیا کو یہی وحی کی گئی کہ (اے اللہ کے نبیو!) اگر (بالفرضِ محال) تم نے شرک کیا تو روزِ قیامت تمھارے سارے نیک اعمال حبط [ضائع/ضبط/بے وزن] ہو جائیں گے اور تم نامُرادوں میں شمار ہو گے۔ لہٰذا اے نبی تم بس

بندگی کریں اور لوگوں کو بھی اسی کی بندگی سکھائیں۔ آخر کسی صاحب عقل آدمی کے دماغ میں یہ بات کیسے سما سکتی ہے کہ مکّہ معظمہ میں کفار قریش کے درمیان کھڑے ہو کر ایک روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یکایک یہ اعلان کر دیا ہو گا کہ تم عبد العزّیٰ اور عبد شمس کے بجائے دراصل عبدِ محمدؐ ہو، اعاذنا اللہ من ذالك۔ (تفہیم القرآن سُوْرَۃُ الزُّمَر حاشیہ نمبر ۷۰)

اللہ ہی کی اطاعت و بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے بنو۔ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ان لوگوں نے اللہ کی صحیح قدر ہی نہیں جانی، جتنی کہ وہ ذات قابلِ قدر ہے۔ اُس ذات کی قدآوری کا معاملہ تو یہ ہے کہ قیامت کے روز اُس بلند و بالا زبردست ہستی کی مٹھی میں پوری زمین ہو گی اور آسمان بھی دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور بالاتر ہے وہ ذات، اِن لوگوں کے شرک سے اور شریکوں سے۔ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ [مفہوم آیات ٦٠ تا ٦٧]

جب صور پھونکے جائیں گے

اور قیامت کے دن جب اسرافیلؑ صور کو پھونک دیں گے تو آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جنھیں اللہ چاہے۔ پھر اُس میں دوسری پھونک (نفخة البعث) ماری جائے گی تو یکایک سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے، حساب کتاب کے لیے اپنی قبروں میں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے، اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی کیوں کہ سورج بے نور ہو جائے گا اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی، وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا اعمال کا رجسٹر لا کر رکھ دیا جائے گا، نبیوں اور گواہوں کو حاضر کیا جائے گا تاکہ اُن سے تبلیغ کے بارے میں سوال کیا جائے۔ لوگوں کے درمیان تمام معاملات اور تنازعات کا انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان میں سے کسی پر کوئی زیادتی نہ ہو گی، اور ہر ذی روح انسان کو اُس کی زندگی میں جو کچھ بھی کارگزاری رہی ہو گی اُس کا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ بھی لوگ کرتے رہے ہیں۔

فیصلے کے بعد وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تھا جہنّم کی طرف مختلف گروہوں کی شکل میں ہانکے جائیں گے [مذبح خانے کی جانب مویشیوں کے ریوڑوں کی مانند]، یہاں تک کہ جب وہ اُس کے قریب پہنچیں گے تو اُن کے لیے جہنّم کے گیٹ کھل جائیں گے اور اس پر متعین گارڈز اُن سے پوچھیں گے، کیا تمھارے پاس تم ہی لوگوں میں سے ربُّ العالمین کی آیات سنانے اور آج [قیامت] کے دن کی ہولناکی اور بے بسی سے ڈرانے والے رسول نہیں آئے؟ وہ اپنے گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی حجت قایم ہونے کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے کہیں گے: ہاں، آئے تھے، مگر ہم کِبر و غرور اور انکار کے مارے بدبختوں پر ہمارے ہی کرتوتوں کے سبب عذاب کا فیصلہ پورا ہو کر رہا! اُنھیں ذلیل و رسوا کرتے ہوئے کہا جائے گا: جہنّم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے، کیا ہی بڑا بُرا ٹھکانا ہے متکبروں کا!

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈر کر گناہوں سے بچتے تھے انھیں گروہ در گروہ جنت کی طرف عزت کے ساتھ لے جایا جائے گا۔ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اپنے لیے دروازوں کو پہلے ہی سے کھلا پائیں گے ،دروازوں پر متعین جنت کے مینیجرز اُن کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر، شاد رہو آباد رہو، داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے۔ [مفہوم آیات ۶۸ تا ۷۳]

وہ جنت میں داخل ہو کر اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے کہیں گے :
اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو جنت کی زمین کا وارث بنا دیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔ پس کیا ہی خوب اجر ہے جنھوں نے اچھے اعمال کیے ! وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾

اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرشِ الٰہی کو گھیرے ہوئے اپنے رب کی حمد اور تسبیح بیان کر رہے ہیں، سارے انسانوں کے درمیان ٹھیک انصاف کے مطابق اُن کی کارکردگیِ حیات کا اور تمام معاملات و تنازعات کا فیصلہ چکا دیا جائے گا، اور پکار دیا جائے گا [جس پکار پر انسانوں سے خالی میدان گواہی دے رہا ہو گا، کہ سب جنت و جہنّم کو جا چکے ہوں گے] کہ سارے شکر یے سارے جہانوں کے مالک ہی کے لیے ہیں وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾ [مفہوم آیات ۷۴ تا ۷۵]

الحمدُللہ سورۃ الزمر اپنے اختتام کو پہنچی۔ اگلی مرتبہ روح الامین سورۂ غافر/المومن کے ساتھ تشریف لائے اور پھر مومنین کو ہجرت کا اذن مل گیا، مکّہ کا نور حبش کی جانب منتقل ہونے لگا، ۴۵ویں باب میں ہجرتِ حبشہ کی تفصیلات کا مطالعہ کریں گے..................کاروانِ نبوت آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ ماشاءاللہ

☆☆☆☆